رابطۂ عالمِ اسلامی

خلیل احمد حامدی

رابطہ کی تاسیس رابطۂ عالمِ اسلامی (مسلم ورلڈ لیگ) کا قیام آج سے صرف چار سال قبل عمل میں آیا ہے۔ اس کی تشکیل کے لیے جو نہج اختیار کیا گیا تھا اُس نے پہلے ہی روز اس کے خوش آئند مستقبل کی بشارت دے دی تھی۔ مئی ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ حج کے موقع پر ایک اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں چار سو کے قریب مندوبین شریک ہوئے۔ مندوبین کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل تھی جنہیں ہم اسلام اور اسلامی دنیا کے حقیقی رہنما کہہ سکتے ہیں۔ پچھلے طویل عرصہ میں یہ پہلا موقع تھا کہ گہوارۂ اسلام اور مہبطِ وحی میں، مختلف سیاسی اور اجتماعی نظریات کی کشاکش کے عین عروج میں، یہ اسلامی اجتماع حج کے مبارک ایّام میں منعقد ہُوا۔ اس کانفرنس میں بڑے آزادانہ طریقے سے اسلامی دنیا کے مسائل اور اسلامی دعوت کو فروغ دینے کی ضرورت پر اظہارِ خیال کیا گیا۔ راقم السطور اس کانفرنس کا عینی شاہد ہے۔ رائے کے اظہار میں اس کانفرنس کے اندر جتنی آزادی برتی گئی ہے وہ اُس آزادی سے کم نہ تھی جو لاہور کے ۵۸ء کے انٹرنیشنل کلوکیم میں دیکھی گئی ہے۔ اس میں جو روح کام کر رہی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کانفرنس کی افتتاحی تقریر میں شاہ سعود نے بے تابانہ ہو کر کہا تھا کہ "اب تو بعض عرب ملکوں کے اندر ہمارے نبی کا بھی تمسخر اڑایا جانے لگا ہے، اس صورتِ حال کے سامنے ہم کیسے صبر کر سکتے ہیں"۔ اس سہ روزہ کانفرنس نے دو عظیم نتائج کو جنم دیا: (۱) اسلامی دنیا کے لیے زندگی کے صحیح راستہ کی نشاندہی۔ (۲) ایک مضبوط ادارے کی تاسیس جو دنیا کو صحیح راستہ کی طرف دعوت دیتا رہے۔ اس ادارے

کا نام کانفرنس نے "رابطہ عالم اسلامی" تجویز کیا، اور اس کے لیے ایک کانسٹی ٹیوشن اسمبلی منتخب کی جس کا فرض یہ تھا کہ وہ کانفرنس میں پیش کردہ خیالات کو سامنے رکھ کر رابطہ کا لائحۂ عمل تجویز کرے۔ اور اپنے ایک مضبوط سکرٹریٹ کے ذریعہ اس کی تنفیذ کرے۔

وہ خیالات جن سے رابطہ کا خمیر تیار ہوا | مؤتمر نے جن خیالات کا اظہار کیا اور جو بعد میں رابطہ کے لیے رہنما اصول قرار پائے ان کا خلاصہ یہ ہے:

سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کے درمیان اصل رابطہ "اخوتِ اسلامی" ہے۔ اسلام کے ماسوا ہر عصبیت جاہلیت کی دعوت ہے۔ جو لوگ عرب قومیت کے بھیس میں اسلام کے فروغ کی راہ میں حائل ہو رہے ہیں وہ عربوں کے بدخواہ ہیں، اخوتِ اسلامی کو جو شخص زد پہنچاتا ہے وہ عربوں کی تاریخ کو مسخ، عربوں کی قوت کو کمزور اور عرب اتحاد کو پارہ پارہ کرتا ہے۔ ایک ایسے جامعہ اسلامیہ[1] کے قیام کی شدید ضرورت ہے جو مسلمان ملکوں کے درمیان سیاسی، اقتصادی اور تعلیمی تعاون کی راہیں ہموار کرے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لیے مسلمان سربراہوں کا اجتماع نہایت ناگزیر ہے[2]۔

اقتصادی میدان میں عدلِ اجتماعی کا فروغ صرف اسلام کے جامع اور عادلانہ قوانین کی تطبیق سے ہو سکتا ہے۔ اسلام طبقاتی کشمکش سے بری ہے۔ وہ فرد کے حقوق کا پورا پورا لحاظ کرتا ہے اور لوٹ کھسوٹ کا بھی قلع قمع کرتا ہے۔ کمیونزم، سوشلزم اور بے لگام سرمایہ داری اسلامی نظامِ معیشت کے منافی ہیں۔

مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ معاشروں کو تمام غیر اسلامی مظاہر سے پاک کریں، مثلاً مے کشی، میخواری اور کاروبارِ قحبہ گری، قمار بازی اور سود خواری۔ اور اپنی داخلی اور خارجی پالیسیوں میں اسلامی احکام کی پابندی کریں۔ اسلامی نظامِ تعلیم کی تاسیس اور نشأۃِ نو کی

---

[1] یعنی جامعۂ عربیہ (عرب لیگ) کے نہج پر جامعہ اسلامیہ وجود میں آنا چاہیے۔ یہ وہی دعوت ہے جسے جمال الدین افغانیؒ اور علامہ اقبالؒ پیش کرتے رہے ہیں۔

[2] شاہ فیصل مسلم سربراہوں کی جو کانفرنس منعقد کر رہے ہیں وہ اسی مطالبہ کا جواب ہے۔

اسلامی تربیت کا انتظام کریں۔ مدرسوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، پریس، ریڈیو اور دیگر وسائل نشر و اشاعت کو مخالفِ اسلام پروگراموں سے ملوّث نہ کریں۔

مؤتمر کی نگاہ میں فلسطین صرف عربوں کا مسئلہ نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے اس کی آزادی کے لیے ایک مشترک سیاسی، عسکری اور اقتصادی تنظیم کی ضرورت ہے۔ الجزائر کو آزادی سے ہمکنار کرنے کے لیے اُس کی مادّی اور اخلاقی امداد جاری رکھنا تمام مسلمان حکومتوں اور مسلمان قوموں کا فرض ہے[1]۔ مسئلہ کشمیر کا صحیح حل آزادانہ استصواب ہے۔ صحرائے بریمی کے بارے میں حکومت سعودی کا موقف حق پر مبنی ہے۔ جنوبی عرب اور عدن پر اصل حق یمن کا ہے۔ مسقط و عمان اور خلیج عربی کی محکوم ریاستوں کو استعمار سے نجات پانے کے لیے جنگ جاری رکھنی چاہیے۔ مغربی ایریان انڈونیشیا کا جزو لاینفک ہے۔ مؤتمر اریٹیریا کے مسلمانوں کی جنگِ آزادی کی تائید کرتی ہے اور مسلمان حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں اٹھائیں۔ حبشہ کی حکومت سے مؤتمر مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی مسلم رعایا کے ساتھ مساوات کا سلوک اختیار کرے اور انہیں اپنے مظالم کا نشانہ بنانے سے احتراز کرے۔ ہندوستان کی مسلم اقلیّت وہاں کے ہندو نظام کی تیغِ ستم کے نیچے تڑپ رہی ہے، یہ انتہائی قلق انگیز بات ہے۔ حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ مسلمان رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے اور اُن سے قولاً نہیں عملاً مساوات کا برتاؤ کرے اور مسلمان بچوں پر ہندومت کی تعلیم نہ ٹھونسے۔ کمیونسٹ ممالک میں مسلم اقلیتوں کے ساتھ جو سنگدلانہ برتاؤ کیا جا رہا ہے مؤتمر اس پر شدید احتجاج کرتی ہے اور تمام مسلمان حکومتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان مجبور و مقہور مسلمانوں کے تحفظ کی کوشش کریں۔ کمیونزم کی تحریک اسلامی ممالک کے لیے شدید خطرہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ یہ تحریک "دوستانہ تعلقات" اور "اقتصادی مساوات" کے پُرفریب لیبل کے تحت اسلامی ممالک میں فروغ پذیر ہے۔ اس کا اصل ہدف اسلامی معاشرے کی بیخ کنی اور اجنبی اقتدار کا تسلط ہے۔ افریقہ کے تمام آزاد ممالک اور خصوصاً

---

[1] الجزائر اس وقت تک آزاد نہیں ہوا تھا۔

اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ یہ ممالک اقتصادی اور اجتماعی ترقی کے لیے جو دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اس میں ان کو مدد دی جائے۔ مؤتمر توجہ دلاتی ہے کہ مسلم ممالک کے تجارتی اور کاروباری ادارے افریقہ کے ساتھ وسیع پیمانے پر تجارتی تعلقات استوار کریں تاکہ اسرائیل کے بڑھتے ہوئے نفوذ کا سدِّباب کیا جا سکے جو کاروبار کے بھیس میں ان ممالک کو از سرِ نو استعمار کا شکار بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

یہ ہے اُن خیالات کا نچوڑ جو اس کانفرنس میں پیش کیے گئے۔ اور یقیناً قارئین کی خوشی میں اضافہ ہو گا اگر میں یہ عرض کر دوں کہ یہ صرف مؤتمر کے خیالات ہی نہیں تھے بلکہ مؤتمر کی قراردادیں اور فیصلے تھے جن پر رابطہ کی نیو رکھی گئی۔

رابطہ کے مقاصد: رابطہ کی مجلس تاسیسی نے اپنے پہلے اجلاس کے اندر رابطہ کے مندرجۂ ذیل مقاصد معین کیے: اسلام کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنا۔ اسلامی نظریات و تعلیمات کی تشریح اور ان کے بارے میں پیدا شدہ شبہات کا ازالہ۔ اور اُن تمام سازشوں کا انسداد جو اعدائے اسلام مسلمانوں کو دین سے بہکانے اور اُن کی وحدت و اخوت کے رشتوں کو تار تار کرنے کے لیے مسلسل کر رہے ہیں۔ ملّتِ اسلامیہ کی موجودہ تکالیف و مسائل کا جائزہ اور انہیں ملّت کی آرزوؤں اور مصلحتوں کے مطابق حل کرنے کی کوشش۔ اور یہ کوشش کہ تمام اسلامی ممالک کے اندر اسلام کی حکمرانی قائم ہو۔

ان مقاصد کی تکمیل کے لیے رابطہ نے مختلف وسائل اختیار کیے ہیں۔ لیکن رابطہ کو سب سے بڑا جو وسیلہ میسر آیا ہے اور جس نے اس کی جڑوں کو خاصا گہرا کر دیا ہے وہ حج کا اجتماع ہے۔ رابطہ نے اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے۔ ہر سال حج کے موقع پر رابطہ کا سکرٹریٹ نمایاں حجاج کو منتخب کر لیتا ہے اور "تقریبِ تعارف" کے عنوان سے ان کا اجتماع منعقد کرتا ہے جس میں ہر شخص اپنے حالات اور مسائل دوسروں کے سامنے پیش کرتا ہے اور دوسروں کے حالات و مسائل سے آگاہ ہوتا ہے۔ تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ یہ تعارفی اجتماع بڑا

نتیجہ خیز رہا ہے۔ دوسری تنظیمیں بے پناہ مصارف کے باوجود اپنی دعوت اُن حلقوں کے عشر عشیر تک بھی نہیں پہنچا سکتیں جن حلقوں تک رابطہ حج کے قدرتی اجتماع سے بآسانی پہنچا دیتا ہے۔ اور ایسے وقت میں پہنچاتا ہے جب کہ کان سننے کے لیے نہ صرف تیار بلکہ بے تاب ہوتے ہیں اور دل اسے جذب کرنے کے لیے شوق سے لبریز ہوتے ہیں۔ اس بنا پر یہ پیشین گوئی بڑے یقین اور بصیرت سے کی جا سکتی ہے کہ رابطہ نہ صرف قائم رہے گا بلکہ یہ مستقبل قریب میں بہت بڑی اسلامی قوت بن کر اُٹھے گا۔

رابطہ کی خدمات چار سال کا عرصہ کوئی اتنا زیادہ عرصہ نہیں ہے کہ کسی تنظیم کے کامیاب و ناکام ہونے کا حکم لگایا جا سکے۔ عام حالات میں چار سال کے اندر ایک تنظیم صرف اپنے قویٰ کو مجتمع ہی کر سکتی ہے۔ عملی اقدامات تو بعد کی بات ہے لیکن رابطہ کی چار سالہ کارگزاری کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ رابطہ نے توقعات سے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ رابطہ کی کارگزاری پر تفصیل سے روشنی ڈالنا اس وقت ممکن نہیں ہے۔ البتہ ہم چند باتوں کا مجملاً ذکر کیے دیتے ہیں۔

قرآن کریم کے تراجم رابطہ نے سب سے زیادہ قابلِ قدر جو خدمت سرانجام دی ہے وہ قرآن کریم کے ترجموں کی تقسیم و اشاعت ہے۔ علامہ اسد نے قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کی تکمیل رابطہ کی سرپرستی اور تائید میں کی ہے۔ رابطہ یہ ترجمہ اسلامی اداروں اور تنظیموں کو مفت فراہم کر رہا ہے اور عام حاجتمندوں کو نصف قیمت پر مہیا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے قرآن کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ فرانسیسی زبان کے علماء نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ رابطہ نے اس ترجمے کے تین ہزار نسخے خریدنے اور پھیلانے کا پروگرام طے کیا ہے۔ اسی طرح حال ہی میں فارموسا کے بعض مسلمانوں سے یہ معلوم ہوا کہ چینی زبان میں قرآن کریم کا ایک ایسا ترجمہ دریافت ہوا ہے جو موجودہ ترجمہ سے بہت بہتر اور صحیح ہے۔ رابطہ نے اس ترجمہ کی طباعت کے پورے مصارف ادا کیے اور یہ ترجمہ اب چین، ملائشیا، فلپائن اور تھائی لینڈ میں تقسیم ہو رہا ہے۔ جاپانی زبان میں

قرآن کریم کا ترجمہ جاپان کے نامور نومسلم الحاج عمر میتا ر (MARMITA) نے کیا ہے۔ موصوف نے طویل عرصہ تک مکہ معظمہ میں رابطہ کے حساب پر مقیم رہ کر اس ترجمہ کی تکمیل کی ہے۔ یہ ترجمہ اب طباعت و اشاعت کے مرحلوں میں ہے۔ جاپان میں اسلام کے فروغ کے نہایت وسیع امکانات ہیں، یہ ترجمہ ان امکانات سے فائدہ اٹھانے کے لیے سب سے کارگر اور پائدار وسیلہ ہو گا۔

دعوتِ اسلامی کا کام اس سلسلے میں رابطہ نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ دنیا کی اسلامی تنظیموں اداروں اور مرکزوں سے ربط قائم کیا ہے۔ اور مختلف تجربوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ مزید برآں یہ کہ دعوتِ اسلامی کی ترقی کے لیے اُن سے تعاون کیا ہے، باصلاحیت افراد کو منظم کیا ہے۔ اور ضروری وسائل فراہم کیے ہیں۔ مختلف ملکوں میں اپنی طرف سے نئے سنٹر جاری کیے ہیں۔ مثلاً کیمرون کے دارالحکومت یونڈا میں ایک اسلامک سنٹر کھولا گیا ہے اور ابتدائی مرحلے میں اُس پر تین ہزار پونڈ صرف کیے گئے ہیں۔ مشرقی نائیجیریا میں ایک اسلامک سنٹر جاری کیا گیا ہے جسے دس ہزار ریال کی ماہانہ امداد دی جارہی ہے۔ اس مرکز کے تحت ایک اسپتال، ایک دینی مدرسہ اور ایک لائبریری قائم کی جائے گی۔ اینجی (نائیجیریا) کے اسلامی ٹریننگ کالج کو رابطہ کی طرف سے سو پونڈ ماہانہ کی گرانٹ دی جارہی ہے۔ ایفی جو مغربی نائیجیریا کا مشہور شہر ہے، وہاں کے اسلامی مدرسوں میں رابطہ نے اپنے خرچ پر عمارات تعمیر کروائی ہیں۔ شمالی نائیجیریا کے مرحوم وزیر اعظم الحاج احمد و بیلو رابطہ کی مجلس تاسیسی کے رکن تھے، انہوں نے نائیجیریا میں اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے جن جن اداروں کے قیام کی تجویز کی رابطہ نے اُن سے بھرپور تعاون کیا، اور ساٹھ ہزار پونڈ تک کی مدد دی ہے۔ اسی طرح امریکہ اور شمالی افریقہ میں بھی رابطہ کے منصوبے روبعمل لائے جارہے ہیں۔ امریکہ کے رنگدار مسلمانوں کے اندر دینی تعلیم اور اقامتِ صلوٰۃ کے انتظام کے لیے رابطہ کی طرف سے ایک مستقل مبلّغ بھیجا گیا ہے۔ افریقہ کے مختلف حصّوں میں رابطہ کی طرف سے مبلّغین کی جماعتیں گئی ہیں۔ اور ہزاروں انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت بخش کر آئی ہیں۔ سعودی ریڈیو سے بھی رابطہ نے روزانہ آدھ گھنٹہ کا وقت حاصل کر

رکھا ہے اور عربی زبان میں دعوتی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔

اس ضمن میں رابطہ نے جن اسلامی اداروں کی ماہانہ، یا سالانہ یا یکمشت مدد کی ہے اُن کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن چند ایک کا ذکر ضروری ہے تاکہ رابطہ کے کام کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکے۔ یہ تمام کے تمام وہ ادارے ہیں جو ماہانہ یا سالانہ امداد لے رہے ہیں۔

۱۔ اسلامک سنٹر جنیوا
۲۔ مؤتمر عالم اسلامی، کراچی
۳۔ جماعت غربائے اہلحدیث، کراچی
۴۔ مؤتمر اسلامی، بیت المقدس
۵۔ اسلامک سنٹر لنکا
۶۔ جمعیت انصار سنت محمدیہ مقدیشو صومالی لینڈ
۷۔ ندوۃ العلماء لکھنو، ہندوستان
۸۔ مؤتمر تحفظ قرآن، سوڈان
۹۔ اسلامک سنٹر فلپائن
۱۰۔ جمعیت ابنائے شہداء، اردن
۱۱۔ کامل الاسلام کالج، فلپائن
۱۲۔ اسلامک سنٹر بروکسل
۱۳۔ مسلم سٹوڈنٹس انجمن مغربی جرمنی
۱۴۔ اسلامی یونیورسٹی، مکاسر، انڈونیشیا
۱۵۔ انجمن اشاعت اسلام ٹوکیو، جاپان
۱۶۔ چائنا اسلامی انجمن، فارموسا
۱۷۔ انجمن اصلاح بنکاک، تھائی لینڈ

طلبہ میں دعوت کا کام | طلبہ میں غیر اسلامی تنظیموں نے عالمی پیمانے پر بڑا وسیع الاثر کام کیا ہے ان کے مقابلے میں دنیا کی اسلامی تنظیموں نے اس طرف ۔ باستثنائے چند ۔ خاطر خواہ توجہ نہیں دی رابطہ نے طلبہ کی مختلف تنظیموں میں اتحاد کو پروان چڑھانے، انہیں دین سے آگاہ کرنے اور انہیں منظم کرنے کی خاطر ۱۹۶۴ء میں حج کے موقع پر اُن کی بہت بڑی تعداد کو اپنے خرچ پر جمع کیا۔ اُن میں سے ۷۰ طالب علم مغربی یونیورسٹیوں سے بلائے اور ۵۰ طالب علم افریقیہ سے۔ اسی طرح ۱۹۶۵ء کے حج کے موقع پر دنیا کے مختلف حصوں سے ۲۴ طالب علموں کو مدعو کیا۔ ان طلبہ نے حج کا فریضہ ادا کیا۔ رابطہ نے علماء کے مختلف گروہوں کی یہ ڈیوٹی لگائی کہ طلبہ کے عرصۂ قیام کے دوران اُن کے سامنے اسلامی موضوعات پر لیکچر دیں۔ رابطہ کی یہ اسکیم نہایت درجہ موثر رہی۔ راقم السطور مذکورہ دونوں سالوں میں خود حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں مقیم تھا۔ اور طلبہ کو خطاب کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔ ان طلبہ میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو اسلامی ممالک کے رہنے والے تھے اور مغربی یونیورسٹیوں میں تعلیم کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور ایک تعداد ایسے طلبہ کی بھی تھی جو نومسلم تھے۔ یہ طلبہ جب واپس اپنے مقامات کو لوٹ رہے تھے تو ان کے دل و دماغ اسلامی جذبات سے پوری طرح لبریز تھے۔ اسلام کی ایک نئی لگن ان کے سینوں میں مشتعل تھی، مغربی تہذیب کے پُرفریب مظاہر ان کی نظروں میں اپنی وقعت کھو چکے تھے۔ یہ لوگ جب واپس پہنچے ہوں گے تو کیا ان روحانی فوائد کو تیاگ کر بیٹھ گئے ہوں گے؟ نوجوان خون کے بارے میں یہ گمان درست نہیں ہو سکتا۔ یقیناً انہوں نے اسلام کا غلغلہ بلند کیا ہو گا اور یقیناً اپنے محسن رابطہ کو خراجِ تحسین پیش کیا ہو گا۔ اس کارِ خیر میں رابطہ کا جس قدر حصہ ہے اُسی قدر حصہ اسلامک سنٹر جنیوا کا ہے۔ جس نے یہ اسکیم تیار کی۔ طلبہ سے ربط قائم کیا۔ اور باصلاحیت طلبہ کی عظیم الشان ٹیم رابطہ کی جھولی میں لا ڈالی۔

اسلامی پریس کی پشت پناہی | دُنیا میں اسلامی پریس کی مثال اس بدقسمت بچے کی سی ہے جو باپ کے جیتے جی یتیم ہو۔ باطل تحریکوں نے پریس کی طاقت سے دنیا پر جھوٹ کو بھی سچ کر دکھایا ہے مگر مسلمان اس طاقت سے فائدہ نہ اٹھا سکنے کی وجہ سے صحیح کو بھی صحیح منوانے سے قاصر ہو رہے ہیں

رابطہ نے اس معاملے میں زرّیں مثال پیش کی ہے۔ اور اسے جتنی داد بھی دی جائے کم ہے۔ راقم السطور کے ذاتی علم کی بنا پر رابطہ اس وقت دنیا کے متعدد اسلامی مجلّات و اخبارات کو معقول مالی امداد دے رہا ہے تاکہ یہ اسلامی ترجمان اپنے معاصروں کے سامنے سرِ فخر بلند کر سکیں اور اسلامیت کی آبرو کو مجروح نہ ہونے دیں۔ اس امداد کے بدلے میں رابطہ کی طرف سے صرف ایک مطالبہ کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اسلام کو اس کے حقیقی مفہوم کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔" اسلامی پریس کو مدد دینے کی ایک یہ شکل بھی رابطہ نے اختیار کر رکھی ہے کہ رابطہ کا سکرٹریٹ اخبارات اور رسالوں کو خرید لیتا ہے اور پھر اسے اہلِ علم تک اور ضرورت مند حلقوں تک اپنے خرچ پر مفت پہنچاتا ہے۔ چنانچہ سعودی عرب، اردن، شام، لبنان، الجزائر، مراکش، سوڈان اور ہندوستان سے کئی پرچے سکرٹریٹ میں پہنچتے ہیں اور شعبۂ تقسیم کتب کی طرف سے دنیا کے اطراف میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔

اسلامی لٹریچر کی اشاعت اپنے اعلان کی رُو سے رابطہ کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے طور پر اسلامی کتب تیار کرواتا اور اسے اعلیٰ معیار کے ساتھ شائع کر کے پھیلاتا۔ مگر اب تک رابطہ یہ نہیں کر پایا۔ البتہ دوسرے مصنّفین کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں خرید کر رابطہ تقسیم کر رہا ہے۔ عربی، انگریزی اور فرنچ میں اسلام کے مختلف موضوعات پر ان گنت کتابیں پھیل چکی ہیں اور ایک بہت بڑی کھیپ دفتر میں تقسیم کی منتظر پڑی ہے۔

رابطہ کے میگزین رابطہ کے سکرٹریٹ سے اس وقت دو ماہانہ آرگن نکل رہے ہیں۔ ایک عربی میں اور دوسرا انگریزی میں۔ جہاں تک دونوں ماہناموں کے ظاہری حسن و جمال اور زینت و آرائش کا تعلق ہے بلاشبہ یہ ماہنامے عمدہ اور جاذبِ نظر ہیں مگر مضامین کا معیار اور انتخاب بہت حد تک توجہ کا مستحق ہے۔ خاص طور پر انگریزی پرچے میں بعض ایسے مضامین بھی شائع ہو چکے ہیں جن سے خود رابطہ کے مقاصد کی نفی ہوتی ہے۔ اور صاف ستھرے خیالات کے بجائے ان میں اُلجھے ہوئے افکار پیش کیے گئے ہیں۔ تاہم یہ بات نہایت قابلِ ستائش ہے کہ ان پرچوں

پر سوائے ڈاک خرچ کے اور کوئی چندہ نہیں لیا جاتا۔ اگر ان کا معیار بھی بلند ہو گیا تو یہ اسلامی تحریکوں کا نقطۂ ماسکہ بن جائیں گے۔ رابطہ کے دونوں میگزینوں کے نگران بڑے فاضل اور باہمت بزرگ ہیں۔ عربی میگزین کے چیف ایڈیٹر شیخ ابراہیم شوریٰ ازہر کے فارغ ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح سنگاپور کے انگریزی میگزین کے انچارج جناب ابراہیم سقاف اس کوچہ کے پرانے راز دانوں میں سے ہیں۔ اس لیے ان کے معیاروں کا بلند ہونا ناممکن نہیں ہے۔

لائبریری | وہ مقدس مقام جسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلّم نے تین سال تک دعوتِ اسلامی کا خفیہ مرکز بنائے رکھا، جہاں حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے قبول اسلام کا اعلان کیا، اور جو آج بھی دارِ ارقم کے نام سے مشہور ہے، وہاں رابطہ نے لائبریری قائم کر دی ہے اس لائبریری میں کتابوں کا ذخیرہ جمع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور امید ہے کہ چند برسوں کے بعد یہ اعلیٰ معیار کی لائبریری بن جائے گی اور تحقیق و جستجو اور علم و عرفان کے پیاسوں کے لیے چشمۂ شیریں ثابت ہو گی۔ جہاں کتابیں علم کی روشنی فراہم کریں گی، وہاں حرم کا نورانی ماحول ایمان و اذعان کے ازدیاد کا موجب ہوگا۔

اصلاحاتِ حج | وسائل و ذرائع کی ترقی اور حجاج کی تعداد میں روز افزوں اضافے کا تقاضا تھا کہ حج کے نظام میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں۔ موجودہ نظام تقریباً آج سے ۲۵۔۳۰ سال قبل کا ہے۔ رابطہ نے اس موضوع پر بھی خاصا کام کیا ہے۔ رابطہ کی مجلس تاسیسی نے حکومت سعودی کے سامنے معلّمین کی تنظیم و تربیت اور دوسرے مسائل کے بارے میں اصلاحی تجاویز پیش کی ہیں۔ چنانچہ ان تجاویز میں سے تین پر حکومت کی طرف سے عملدرآمد کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ ایک معلّمین کے نظام کی اصلاح جس کی رُو سے معلّمین کی ٹھیکیداری ختم کی جا چکی ہے اور حاجیوں کو آزاد کر دیا گیا ہے کہ وہ جس معلم سے چاہیں اپنا معاملہ طے کریں۔ دوسری یہ کہ مقامِ ابراہیم پر جو قبّہ قائم ہے اُسے گرا کر پتھر کو آدھا زمین دوز کر دیا جائے اور آدھے پر ایسے شیشے کا خول چڑھا دیا جائے جو ٹوٹ نہ سکے اور جس کے اندر پتھر کو دیکھا جا سکے اور تیسری

یہ کہ حج کے ایام میں رابطہ کی طرف سے حرم شریف کے اندر مختلف زبانوں میں حج کے فضائل و مناسک پر تقریریں کی جائیں۔ ان کے علاوہ چند اور بھی اصلاحی تجویزیں زیرِ غور ہیں۔ امید ہے کہ سعودی حکومت انہیں بھی امکانی حد تک نافذ کر دے گی۔

اتحادِ اسلامی اس عنوان پر مستقل بحث کی ضرورت نہ تھی، مگر چونکہ یہ لفظ ("اتحاد") رابطہ کا سلوگن قرار پا چکا ہے اس لیے اس پر بعض پہلوؤں سے کلام کرنا مفید رہے گا۔ اسلامی اتحاد کے لیے رابطہ نے بڑی حکمت اور منطقی ترتیب سے کام کیا ہے۔ ہم نے اس پہلو پر جتنا غور کیا ہے اس پر ہمیں رابطہ کے قائدین کی دانشمندی کا معترف ہونا پڑا ہے۔ بلکہ ہمارا ناقص مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ ماضی قریب میں اس دانشمندی کا ثبوت سب سے پہلے رابطہ ہی نے دیا ہے۔

رابطہ کی سعی اتحاد کی پہلی منزل یہ تھی کہ اُس نے اُن تمام مخلص افراد کو جمع کیا جو دنیا کے اندر اسلام کے احیاء کا کام کر رہے ہیں۔ ان افراد سے ایک اسمبلی کی تشکیل کی اور ان کے علم و تجربہ کو رُو بکار آنے کا موقع فراہم کر دیا۔ رابطہ کی یہ اسمبلی پہلے سال ۲۱ افراد پر مشتمل تھی اور اس میں سعودی عرب، نائیجیریا، سنی گال، پاکستان، ہندوستان، فلسطین، مصر، یمن، شام، الجزائر، افغانستان، مراکش، موریطانیہ، سنگاپور، عراق، فلپائن، لنکا، اردن اور سوڈان کو نمائندگی حاصل تھی۔ اور جو مسلمان ممالک اور مسلمان آبادیاں رہ گئی تھیں اُن کے لیے دروازہ کھلا رکھا گیا اور بعد میں رفتہ رفتہ نمائندگی کی تکمیل ہوتی رہی۔ دو سال تک یہ عمل جاری رہا۔ یہ نمائندے عوامی حیثیت کے تھے سرکاری حیثیت کے نہیں تھے۔ یہ جب ایک میز پر جمع ہوئے تو انہیں محسوس ہُوا کہ دنیا کے اندر اسلام بہت بھاری طاقت کے ساتھ موجود ہے۔ مگر باہمی تعاون و تفاہم معدوم ہونے کی وجہ سے یہ طاقت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہی۔ اور اب رابطہ کے پلیٹ فارم نے اس کسر کو پُورا کر دیا ہے۔ اس کے بعد رابطہ نے ایسے افراد کو بھی شامل کرنا شروع کر دیا جن کی حیثیت سرکاری تھی۔ رابطہ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت ایک ایسا اصول ہے جس پر عوامی نمائندوں اور سرکاری نمائندوں کو باہمی اختلاف کے باوجود متحد ہو جانا چاہیے۔

اتحاد کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ رابطہ نے دنیا کی اسلامی تنظیموں کے ساتھ روابط پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ اور ان میں سے عالمی تنظیموں کو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کے بجائے ایک نظام میں متحد ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ مؤتمر اسلامی فلسطین اور مؤتمر اسلامی کراچی کو پیش کش کی کہ وہ رابطہ سے مل جائیں۔ اور یہ تینوں ادارے ایک ہو جائیں۔ رابطہ کی یہ اسکیم بھی ایک حد تک کامیاب رہی۔ ان دونوں مؤتمروں نے اپنا الگ الگ وجود تحلیل تو نہ کیا لیکن رابطہ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے کام میں متحد ہو گئیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراؤ کے جتنے پہلو ہو سکتے تھے وہ ختم کر دیئے اور اتحاد و تعاون کے رشتے مضبوط کر لیے۔ یہ تینوں ادارے تین بھی ہیں اور ایک بھی ہیں۔

اب تیسرا مرحلہ حکومتوں کے اتحاد کا ہے۔ رابطہ نے ۱۹۶۵ء میں مکۃ معظمہ میں جو اسلامی کانفرنس منعقد کی تھی وہ گویا تیسرے مرحلے کا آغاز تھا۔ اس کانفرنس میں رابطہ نے یہ دعوت پیش کی کہ مسلمان سربراہ جمع ہوں اور مسلمان قوموں کی ترقی، مسلمان قوموں کے سیاسی مسائل اور مسلمان ممالک کے باہمی اتحاد کے امکانات سوچیں۔ چنانچہ سعودی عرب کے حکمران فیصل بن عبدالعزیز نے سب سے پہلے اس دعوت پر لبیک کہا اور یہ اعلان کیا کہ وہ مسلمان سربراہوں کی کانفرنس بلائیں گے۔ موصوف اس سال حج کے موقع پر اسلامی کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مسلمان ملکوں کے دورے کر رہے ہیں اور مسلمان سربراہوں کو آمادہ کر رہے ہیں کہ وہ خالص اسلامی بنیادوں پر ایک جگہ جمع ہوں۔ ظاہری علامات سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ فیصل اس کانفرنس کے انعقاد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگرچہ عرب قومیت کے علمبردار اور کمیونسٹ یا کمیونسٹوں کے ہم سفر حلقے اس کانفرنس کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں۔

رابطہ کا سکرٹریٹ رابطہ کی روح رواں اور کرتا دھرتا شیخ محمد سرور الصبان ہیں۔ موصوف رابطہ کے جنرل سکرٹری ہیں۔ سعودی عرب کے سابق وزیر خزانہ ہیں۔ رابطہ جن مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہوا ہے ان میں بڑی حد تک موصوف کی دلچسپی کو دخل ہے۔ بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہوگا

کہ شیخ محمد سرور الصبان اور رابطہ میں لازم و ملزوم کا رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ مکہ مکرمہ کے کسی باشندے سے اگر یہ دریافت کیا جائے کہ رابطہ کا دفتر کہاں ہے تو وہ اکثر و بیشتر لاعلمی کا اظہار کرے، لیکن اگر یوں پوچھا جائے کہ "فین مکتب حق الشیخ محمد سرور؟" تو وہ فوراً جواب دیگا "القصر" (شاہی محل میں)۔ موصوف بڑے علم دوست ہیں۔ اپنے دورِ وزارت میں ہمیشہ سعودی ادبار اور اربابِ صحافت کی سرپرستی کی ہے۔ اپنے محل میں ادبار و شعراء کی محفلیں منعقد کی ہیں، داد و دہش سے ان کی پذیرائی کی ہے۔ اور متعدد علمی اور تاریخی کتابوں کو اپنے خرچ پر طبع کرایا ہے۔

اب رابطہ کے سکرٹریٹ کو بڑے سلیقہ سے چلا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ دوسری جو مخلص ترین شخصیت کام کر رہی ہے وہ شیخ صالح قزاز ہیں۔ جو رابطہ کے ڈپٹی سکرٹری ہیں۔ اور حرم شریف کی تعمیرات کے بھی انچارج ہیں۔ بڑے نیک نفس اور خدا ترس انسان ہیں۔ اور رابطہ کے لیے سراسر برکت ہیں۔ رابطہ کے ڈائرکٹر دیا آفس سپرنٹنڈنٹ) استاذ حسین سراج ہیں۔ بڑے زیرک اور معاملہ فہم ہیں۔ انگریزی زبان و ادب کے عالم ہیں۔ شعر و ادب کا نہایت عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ رابطہ کی رپورٹوں کو ادبی چٹخاروں کے ساتھ پیش کر کے خشک سے خشک موضوع میں بھی دلچسپی پیدا کر دیتے ہیں تکلفات سے بری ہیں۔ شیخ محمد سرور صبان کے دستِ راست ہیں۔

راقم السطور رابطہ کے سکرٹریٹ میں تقریباً ایک سال تک کام کر چکا ہے۔ سکرٹریٹ روز بروز پھیلتا جا رہا ہے۔ اس وقت مندرجۂ ذیل شعبے کام کر رہے ہیں: سکرٹری۔ ڈپٹی سکرٹری ڈائرکٹر۔ شعبۂ مالیات، شعبۂ اوراق (ٹائپ اور ڈاک کی وصولی اور روانگی کا ریکارڈ رکھنے کا شعبہ)، شعبۂ تقسیم کتب، شعبۂ تنظیماتِ اسلامیہ (جس میں دنیا کی اسلامی تنظیموں اور شخصیتوں سے متعلق معلومات جمع ہیں)، شعبۂ اقلیات اسلامیہ۔ شعبۂ محفوظات (اہم دستاویزوں اور پچھلے ریکارڈ کو محفوظ رکھنے کا شعبہ)، شعبۂ مجلسِ تاسیسی و مؤتمرات (مجلسِ تاسیسی کے ارکان اور مؤتمرات سے ربط قائم رکھنے کا شعبہ۔ عربی میگزین برانچ۔ انگلش میگزین برانچ۔ لائبریری۔ ادارۂ تعلیمات اسلامیہ (یہ ایک مستقل اور نہایت اہم شعبہ ہے۔ اس کا کام مسلمان ملکوں

کے اندر اسلامی نظامِ تعلیم کا فروغ ہے ۔ اس کی سرپرستی علماء و مفکرین پر مشتمل ایک اسٹینڈنگ بورڈ کرتا ہے ۔

اس وقت رابطہ کی تمام رونق سکرٹریٹ سے قائم ہے ۔ اگر سکرٹریٹ مزید جیت و چالاک اور مخلص و محنتی ہو گا اسی قدر یہ تحریک ترقی کرتی جائے گی ۔ ممکن ہے کچھ لوگوں کو یہ شکوہ ہو کہ فیصلوں کو نافذ کرنے میں سکرٹریٹ نے تساہل سے کام لیا ہے ۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ تساہل نہیں بلکہ اس کے دو بڑے سبب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مالیات بہرحال محدود ہیں جبکہ رابطہ کے فیصلے ایک اچھی خاصی ریاست کا میزانیہ چاہتے ہیں ۔ دوسرے تجربہ کی کمی ۔ اسلامی تحریک کے کام کے لیے تجربہ کسی لگے بندھے کورس کو پورا کرنے سے نہیں ملتا ۔ بلکہ خود اس کام کے اندر کود جانے سے ہوتا ہے ۔ ابتدائی مراحل ایسے آتے ہیں جب کہ خوبیوں سے زیادہ خامیاں ہوتی ہیں مگر بالآخر کچھ عرصہ کے بعد جب تجربہ کا دور گزر جاتا ہے تو پختہ کاری پیدا ہو جاتی ہے ۔ رابطہ کا سکرٹریٹ اس وقت تجربہ کے مرحلہ میں ہے ۔

رابطہ اور پاکستان رابطہ نے کشمیر کے معاملہ میں پاکستان کی ہمیشہ مکمل حمایت کی ہے بلکہ عرب ممالک کے اندر رابطہ پہلی واحد تنظیم ہے جس نے کھل کر کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی تائید کی ہے ۔ رابطہ کے نزدیک کشمیر کے مسئلے کا صحیح اور منصفانہ حل آزادانہ رائے شماری ہے ۔ حالیہ بھارتی حملے کے موقع پر رابطہ نے نہ صرف خود پاکستان کا پورا پورا ساتھ دیا ہے، بلکہ دوسرے مسلمان سربراہوں کو تاریں دے کر ان سے پاکستان کی حمایت کی اپیل کی ہے ۔ امداد و تعاون کے وہ تمام وسائل اختیار کیے ہیں جو رابطہ کے بس میں تھے ۔

(بشکریہ مسلم نیوز انٹرنیشنل، کراچی)